

3853

زمرہ دار

# حکومت تاجخاندان



— مؤلف —

اراو سلطان المجاہد طاہری

سینئر سول انجینئر  
ادنی ایل - اوکاڑہ

— لائبریری —

## فکرِ رضا و طہار

لاہور ہاؤسنگ سول جوائنٹ ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد  
پاکستان —

3853

فخر دار حکومت با تاریخین

مؤلف

ارو سلطانہ المجاہد طاہری

87103

~~87103~~

کتاب \_\_\_\_\_ ذمہ دار حکومت یا تاریخ داں

تصنیف \_\_\_\_\_ ارادہ سلطان المجدد طاہری

بار اشاعت \_\_\_\_\_ اول اکتوبر 1986ء

تعداد \_\_\_\_\_ 1100

ناشر \_\_\_\_\_ دفتر لائبریری "فکر ضیا طاہر"

قیمت \_\_\_\_\_ 7/50

مصنف سے خط و کتابت کا (عارضی)

پتہ: سینئر سول انجنیئر

\* مکان 2 - بی آئی سٹریٹ کالونی

\* ادکارہ ٹیکسٹائلز لمیٹڈ

\* ادکارہ پاکستان

ارادہ ہاؤس - چوک رحمانیہ

ٹیکسٹائل ملز - فیصل آباد (پاکستان)

دفتر لائبریری "فکر ضیا طاہر"

# انتساب



اُنے خوش نصیب اسلامی ساتھیوں کے نام کہ جنہیں تاریخ کے منہ گھرتے کتابوں کا سیلاب بھی گمراہ نہ کر سکا۔

اور اُنے منظلوم مسلمانوں خصوصاً طلباء و نوجوانوں کے نام۔ جو نام نہاد تاریخ دانوں کے فریب کاری سے کاشکار ہوئے۔ لیکن اس مختصر کتاب کے مطالعہ کے بعد وہ اُس وقت سے تک چپتے سے نہیں بیٹھیں گے۔ جب تک کہ انہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ حق کیا ہے۔





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 كَحْمَدِهِ وَنُصَلِّي وَنُصَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَدَعٰی اِلَیْهِ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝  
 صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۝ غَیْرِ الْمَغضُوْبِ عَلَیْهِمْ ۝ وَهُوَ لَا الضَّالِّیْنَ ۝  
 آمین ۝

## آغاز سخن

میرے سامنے پانچ منصوبے ہیں پہلے منصوبے کا تعلق میری ذات سے ہے۔ جس کے تحت میں تصنیف و تالیف کا کام کر رہا ہوں۔ دوسرے منصوبے کا تعلق تاریخ دانوں سے ہے۔ تیسرے منصوبے کا تعلق معیشت دانوں، چوتھے منصوبے کا تعلق سیاست دانوں اور پانچویں منصوبے کا تعلق حق پرست گروہ کے علماء کرام سے ہے۔ ان حضرات کو ان کے فرض منصبی کی طرف متوجہ کرنے کے لیے میں اپنی ہمت و شجاعت کے مطابق کچھ نہ کچھ کام کرتے رہنے کو میں اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ تاریخ، معیشت، سیاست اور دین لیے اہم شعبوں میں ہمارے پاس ماہرین تو موجود ہیں۔ لیکن ان موضوعات پر ان کے کام کرنے کی رفتار بہت سست ہے۔ جن موضوعات کی آج امت مسلمہ کو ضرورت ہے۔ لہذا عوام میں ایک طبقہ ایسا ہونا چاہئے جو کہ ان ماہرین اور علماء حضرات کو متوجہ کرے۔ تاکہ وہ دورِ حاضر کی ضرورت کے مطابق پاکستان کے مسلمانوں کی رہنمائی کرنے کی فکر کریں۔ لہذا اسی عوامی طبقہ کا ایک فرد مجھ ناچیز کو بھی سمجھ لیا جائے۔

میری خواہش ہے کہ خطوط لکھ کر، ملاقات و گفتگو کے ذریعے یا کتابچے و رسائل کی وساطت سے ماہرین تفسیر و تاریخ اور معیشت و سیاست کو عوام کے حقیقی مسائل کی طرف متوجہ کروں۔ اور علمائے کرام کی خدمت میں عرض کروں کہ

کہ وہ پسند نہیں ہوں صدی کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر عوام کی دینی رہنمائی کا فرائض ادا کریں۔

یہ مختصر رسالہ میں نے تاریخ دانوں کو متوجہ کرنے کیلئے تحریر کیا ہے۔ اس سے قبل خط و کتابت بھی کی ہے۔ میری عوام سے درخواست ہے کہ وہ بھی اس تحریک کو آگے بڑھانے میں اپنے وسائل اور اثر و رسوخ استعمال کریں۔ حکومت اور مورخین بلا تامل اس نازک مسئلہ کی طرف اپنی توجہ مبذول کر سکیں۔ یہ مسئلہ کیسا ہے؟..... اس مختصر رسالہ کے مطالعہ سے سب کچھ واضح جائے گا۔

پیارے مسلمان ساتھیو!

اس المناک مسئلہ کی تہہ تک پہنچنے کیلئے خود بھی "ذمہ دار حکومت" پر تاریخ دان، کا مطالعہ کریں۔ اور دوسرے پیارے ساتھیوں کو بھی اس پر ٹھننے کی دعوت دیں۔

آپے کا ساتھی

ارادہ سلطان المجاہد طاہری



# عُنْوَانَات

اسکی تین وجہ ہیں — پہلی دوسری اور تیسری وجہ — لولی  
نگرہی تاریخ — 57 فیصد مسلمانوں کے علماء پرہ پاسبندی

20 - 12

ایک قدر مشترک — مجدد الف ثانی — شیخ عبدالحق محدث  
دہلوی — شاہ ولی اللہ محدث دہلوی — شاہ  
مخصوص اللہ محدث دہلوی — پہلا گروہ

25 - 21

دوسرا گروہ — ابن تیمیہ و محمد بن عبدالوہاب — شاہ  
اسماعیل دہلوی — مولانا اشرف علی تھانوی — گروہ کا آغاز —  
کافروں کی مشہور حکمت عملی — دس اسرائیل — قادیانی  
ریاست -

32 - 26

اس تفصیل کا مقصد — دو قومی نظریہ — معمولی موقف  
نہیں — اعلیٰ حضرت مجددانام — علامہ اقبال و قائد اعظم  
— فرقہ پرستی اب ختم ہونی چاہئے -

36 - 33





سکولوں اور کالجوں میں غلط تاریخ — مہموم نسل تباہ — حکومت  
 پاکستان انکوائری کرے — محب وطن مورخین اور دانشور — تاریخ  
 کی کتابیں کن کے لیے — پاکستان میں اب تک کیا ہوا۔

39 - 37



دوقومی نظریہ — اتنے عظیم شخص کیسے المیہ یہ —  
 صدر، وزیر اعظم اور وزراء اعلیٰ صاحبان — انصاف  
 کی نظر ادھر بھی — دھوکہ صرف 20 فیصد کی  
 خوشنودی کے لیے —

42 - 40





الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ أَيْكُمْ أَحْسَنُ مِمَّا لَمْ تَعْلَمُوا  
وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

(ترجمہ)

\*

اور جس نے موت اور زندگی  
پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو  
تم میں کس کا کام زیادہ  
اچھا ہے۔ اور وہی  
عزت والا۔ بخشش  
والا ہے۔

\*

(سورہ ملک آیت 2)



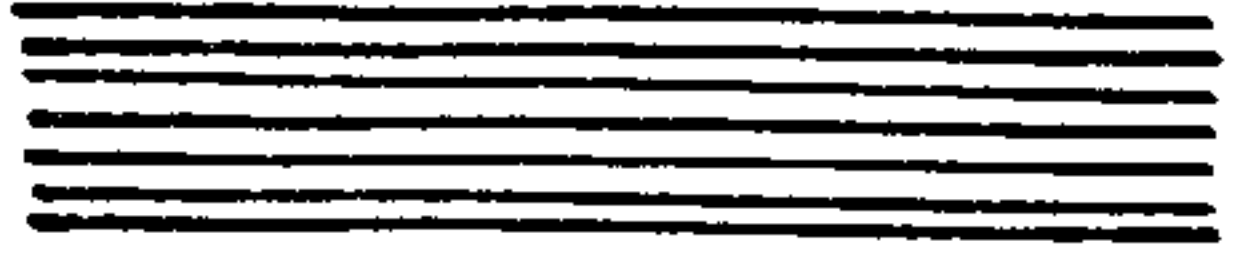
## بس خامرہ خام نوائے رصنا

لَعْرِيَاتٍ نَطِيرُكَ فِي نَطِيرٍ - مثل تو نہ شد پیدا جانا  
 جگر راج کو تاج تورے سر سے - سے تجھ کو شہ دوسرا جانا  
 أَنبَجِرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَفِي - من کیسے طوفاں ہو شرما  
 منجھارہ میں ہوں بگڑی ہو - موری تیا پار لگا جانا  
 أَنَا فِي عَطِيشٍ وَنَحَاكَ اتَّحَدُّ - اے گیسوے پاک اے ابر کرم  
 برن مارے رم جھم رم جھم - دو لو تدا دھر بھی گرا جانا :  
 الرَّوْحُ فِدَاكَ فَنَزَحْرَقَا - یک شعلہ دگر برزن عشقا  
 موراتن من دھن سب بھونکریا - یہ جان بھہ پیارے جلا جانا  
 بس خامرہ خام نوائے رصنا - یہ طرز میری نہ یہ زنگ مرا  
 ارشادِ احباً ناطق صفا - ناچار اس راہ پڑا جانا

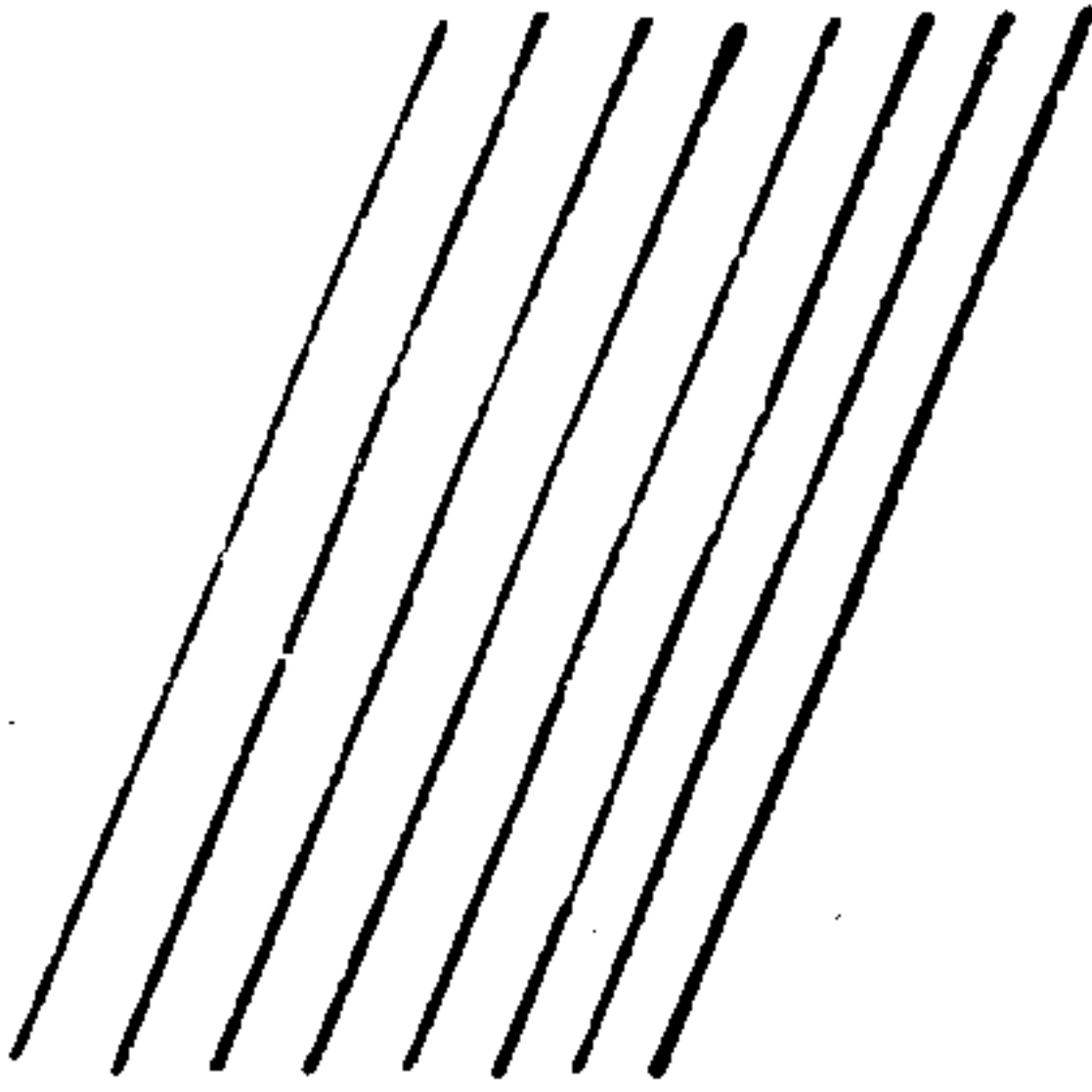
✽ اعلیٰ حضرت مجدد انام احمد رضا

- ۱۔ حضور کا نظیر کسی کو نظر نہ آیا۔ ۲۔ سمندر اونچا ہوا۔ اور میں طعیناتی پرہیں  
 ۳۔ میں پیاس میں ہوں اور تیری سخاوت زیادہ کا مل دتا ہے۔  
 ۴۔ جان تیرے قربان۔ اپنی سوزش زیادہ کر۔

# ارشادِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ



..... جب عمارت بنیاد پر ہو  
 تو ثابت اور مضبوط ہوتی ہے  
 اگر بنیاد پر نہ ہو تو جلد ہی  
 گر جاتی ہے.....



فتح الربانی 307

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيُنَبِّئَكُمْ اَيْكُمُ اَحْسَنُ مَخْلٰطًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُوْرُ

(ترجمہ)

اور جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری  
جان بچ ہو۔ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے  
اور وہی عزت والا بخشش والا ہے۔  
(سورہ ملک آیت 2)

## ذمہ دار حکومت یا تارخستان



ہمارے تاریخ داں اور مورخین ہر صغیر میں  
مسلمانوں کی دین اسلام کیلئے جدوجہد، کی تاریخ کو از سر نو مرتب کریں۔  
یہ بات اب صیغہ راز میں نہیں رہی ہے۔ کہ پاکستان کے تعلیمی اداروں میں  
اب تک جو تاریخ کی کتابیں پڑھائی جاتی رہی ہیں۔ وہ حقائق کے خلاف  
تھیں۔ اور من گھڑت واقعات پر مشتمل تھیں۔ لہذا آج ہم دیکھ رہے  
ہیں۔ کہ پاکستان کے مسلمان تاریخ کے خوالہ سے ذہنی اور فکری انتشار کا  
شکار ہیں۔ اور اس سے ہمارے تعلیمی نظام کے کھوکھلا پن کا بخوبی اندازہ  
کیا جاسکتا ہے۔ افسوس! ہم آج سے 39 سال پہلے قیام پاکستان

کے وقت جہاں کھڑے تھے۔ مورخین نے ہمیں وہاں بھی کھڑا نہیں رہنے دیا۔  
 قوم میں فکری ہم آہنگی نہ رہی۔ عوام کا حکومت کے تعلیمی نظام پر سے اعتماد  
 اٹھ گیا۔ اور اب لوگ صرف امتحان پاس کرنے اور ملازمت حاصل کرنے کیلئے  
 تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اصل واقعات اور حقائق کو بالائے طاق رکھ کر  
 تاریخ کی کتابیں کیسے مرتب ہو گئیں۔ اور پاکستانی قوم پر ان غلط کتابوں کو  
 کیوں مسلط کر دیا گیا.....

**اسکی تین وجہ ہیں** | پہلی وجہ تو یہ ہے کہ پاکستان کی تاریخ مرتب کرنے  
 والے (غلام رسول مہر اور اس کے زیر اثر تاریخ داں) اہلحدیث وغیرہ مکتبہ فکر  
 کے تھے۔ انہوں نے اپنے نقطہ نظر سے غلط تاریخ مرتب کر دی۔ قیام  
 پاکستان کے بعد مسلمان آباد کاری اور ذرائع معاش کی مشکلات سے نبرد آزما  
 تھے۔ اور ہمارے نام نہاد تاریخ داں بڑی تسلی اور آرام سے اپنے مقصد  
 کے مطابق پاکستان کیلئے تاریخ کی کتابیں تحریر کرتے رہے۔ انہوں نے  
 یہ بھی جھجک محسوس نہیں کی کہ پاکستان کے پچھتر فی صد مسلمان تو اہلسنت و  
 جماعت عقائد رکھتے ہیں۔ بجلا من گھڑت تاریخ انہیں کیا فائدہ دے گی۔  
 لیکن مورخین کا ایک ہی مقصد تھا۔ کہ قوم کے طالب علموں کو غلط اور اپنے  
 مطلب کی تاریخ یاد کرادی جائے۔ تاکہ آئندہ نسلیں انتشار اور خلفشار  
 کا شکار ہو جائیں۔

**دوسری وجہ** | دوسری وجہ یہ تھی کہ مورخین مسلمانوں کی تاریخ لکھنے  
 کے اہل ہی نہ تھے۔ ان کی نااہلی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے

کہ وہ یہ تک نہ جانتے تھے کہ مسلمانوں کی تاریخ اور غیر مسلموں کی تاریخ مرتب کرنے میں کیا فرق ہوتا ہے۔

## مسلمانوں اور غیر مسلموں کی تاریخ مرتب کرنے میں فرق

اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ اور غیر مسلموں کی تاریخ مرتب کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ غیر مسلم (خصوصاً مغربی ممالک میں) تاریخ دانوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ سیاسی جدوجہد اور سیاسی تحریکوں کے تناظر میں تاریخ کی کتابیں مرتب کرتے ہیں۔ یعنی سیاسی تنظیموں اور اداروں کو اولیت دیکر ماضی کے واقعات و حالات کا تجزیہ کرتے ہیں۔ کوئی سیاسی تحریک یا جماعت بے شک چند جلسے جلوس اور اخبارات میں بیانات و اعلانات تک ہی محدود کیوں نہ ہو۔ مغربی طرز پر تاریخ مرتب کرنے والے مورخین ایسی تنظیموں اور تحریکوں کو بھی اپنی تاریخ کی کتابوں میں اولیت دینگے۔ اس کے مقابلہ میں

اسلامی طرز پر تاریخ مرتب کرنے والے مورخین اپنی تاریخ کی کتابوں میں اولیت ان تحریکوں، جماعتوں اور اداروں اور حلقوں کو دیں گے۔ جن کی وجہ سے مسلمانوں کی کثیر تعداد نے روحانی فیض حاصل کیا۔ مسلمان عوام کی اکثریت ان اداروں اور حلقوں سے مستقل وابستہ ہوئی۔ یہ دینی حلقے اور ادارے ہی مسلمان مورخ کے نزدیک مسلم معاشرہ میں تبدیلی لانے کی اصل تحریکیں اور جامعیتیں ہوتی ہیں۔ کسی دینی حلقہ یا ادارہ کی سرپرستی دراصل ایک بہت بڑا سکا لراما امام اور محقق کرتا ہے۔ وہ تحقیق اور دلائل کے ذریعے مسلمان عوام کے سامنے درست عقائد پیش کرتا ہے پھر

جس امام اور محقق کی تحقیق و فکر کو مسلمانوں کی اکثریت دل و جان سے تسلیم کر لیتی ہے۔ غیر جانبدار مورخ کے نزدیک وہ امام اعلیٰ محقق تاریخ کی اہم ترین شخصیت بن جاتا ہے۔ اسلامی طرز پر تاریخ مرتب کرنے والا تاریخ داں ایسے امام اور محقق کو اپنی کتاب کی ہر سطر میں اپنی نظروں کے سامنے رکھتا ہے۔ اور ایسے امام اور محقق کا قائم کیا ہوا ادارہ اور حلقہ کا ذکر بھی شہ سرخیوں کے ساتھ کرتا ہے۔ لیکن ہماری تاریخ کی کتابیں تو گویا ردی کے کاغذات میں سیچے کیلئے چھاپی جا رہی ہوں۔ سرزمین برصغیر پر ہر دور میں مجدد یا امام آیا۔ جس نے اپنی تحقیق، فکر اور دلائل سے ملکی اور غیر ملکی کفار اور اُس کے ایجنٹوں کے خود ساختہ نظریوں کو باطل ثابت کیا۔ اور دین اسلام کو دوبارہ زندہ کیا۔ مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت کی اور قرآن و سنت سے بھٹکنے والوں کا بروقت تعاقب کیا۔ اس کا ذکر آگے بیان ہوگا۔ لیکن افسوس کہ تاریخ کی کتابوں میں اہمیت اُن کے مخالفوں کو دی گئی۔ شہ سرخیوں کے ساتھ اُن کا ذکر کیا گیا۔ جن کے معتقدوں اور ماننے والوں کی تعداد پاکستان میں <sup>25</sup> فیصد بھی نہیں ہے۔ ہمارے مورخین نے پہلی غلطی تو یہ کی کہ اسلامی طرز کو چھوڑ کر مغربی طرز اختیار کر کے تاریخ کی کتابوں کو مرتب کیا۔ اور دوسری غلطی یہ کی کہ من گھڑت اور حقائق کے منافی واقعات کو تاریخ کا حصہ بنا دیا گیا۔

**تیسری وجہ۔** تیسری وجہ غلط تاریخ لکھنے کی یہ ہے۔ کہ جس نظریہ اور عقیدہ کا ایک شخص ہوگا۔ لازماً وہ اپنے کام میں اپنے عقیدہ و نظریہ کو سرفہرست رکھے گا۔ اور وہ ہر تحقیق اور تحریر کا نتیجہ اپنے عقیدہ



اور نظریہ کے مطابق نکالے گا۔ یہ اُس کی مجبوری ہے۔ کسی شخصیت کی ظاہری قابلیت سے متاثر ہو کر یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ ملک کا عظیم مصنف ہے۔ لہذا اُس کے ذمہ کوئی کام لگا دیا جائے۔ اور توقع یہ رکھی جائے کہ وہ اپنے عقائد اور نظریات کو اپنے کام سے دُر رکھ دے گا۔ تو یہ خام خیالی نہیں تو اور کیا ہے۔ بالکل یہی حشر ہماری تاریخ کی کتابوں کے ساتھ ہوا۔ غلام رسول مہر اور اُس کے زیر اثر حواریوں کو تاریخ لکھنے کا ٹھیکیدار بنا دیا گیا۔ اب وہ لوگ تو عقائد اور نظریات کے لحاظ سے پاکستان کی <sup>25</sup> فیصد آبادی کی نمائندگی بھی نہیں کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے تاریخ کو اپنے نظریہ اور عقائد کے مطابق ہی تحریر کرنا تھا۔ چونکہ ان کی تحریریں حکومت پاکستان کی تحریر سمجھا گیا۔ لہذا ابلی کے گلے میں گھنٹی باندھنے کی جرأت کون کرتا۔ مسلمان عوام نے یہی سمجھا کہ آخر حکومت جیسی اونچی سطح پر کوئی غلط تحقیق تو نہیں ہو سکتی۔ لہذا حکومت جو تاریخ لکھ رہی ہے۔ وہ صحیح ہی ہوگی! —

اسلامی سمجھو! یہ تین وجوہات تھیں۔ جن کے سبب پاکستانی مسلمانوں پر تاریخ کی غلط کتابیں مسلط کر دی گئیں۔ تاریخ میں سب سے بلند مقام اُس شخصیت کو دیا جاتا ہے جو اُس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت کا امام اور پیشوا ہو۔ ماضی کی جب تاریخ بیان کی جاتی ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ماضی میں بہت سے محققین اور امام ہوئے۔ ہر محقق نے اپنا علیحدہ حلقہ اور ادارہ قائم کیا۔ ہر محقق نے یہی دعویٰ کیا جو کچھ اُس نے تحقیق کی ہے۔ اُس کے مطابق صحیح عقائد یہ ہیں اور غلط عقائد یہ ہیں۔ پھر ایسا ہوتا ہے کہ ایک محقق اپنی وسعتِ علمی کے ذریعے تحقیق، فکر اور دلائل پیش کر کے دوسرے

دوسرے محققین کی غلطیوں اور خامیوں کو دور کر دیتا ہے یا ان سے بہتر تحقیق پیش کرتا ہے۔ اب یہ فیصلہ کرنا کہ ایسا محقق کون ہے جو ان میں محقق اعظم،، ہو۔ اس کا بالکل آسان طریقہ یہ ہے کہ جس محقق کی تحقیق اور دلیل اتنی جاندار اور برحق تھی کہ مسلمانوں کی اکثریت اُسکو قبول کرنے پر مجبور ہو گئی۔ تو اُس محقق کو ہم ”اباِ اَمَلت“ اور ”محقق اعظم“ کہیں گے۔ کسی ملک کی تاریخ میں سب سے اہم مقام اُسی کو حاصل ہے گا۔ جو ماضی سے قریب میں اپنی تحقیق، فکر اور دلائل کی وجہ سے ملک کے مسلمانوں کی اکثریت کا مدد دینی رہنما،، اور امام تسلیم کر لیا گیا۔ اور جس کے پیروکار مسلمانوں کی موجودہ دور میں بھی اکثریت ہو۔ اور جن محققین اور مفکرین کی فکر اور تحقیق کو مسلمانوں کی معمولی تعداد نے قبول کیا ہو۔ انکی حیثیت تاریخ کی کتابوں میں ثنائی ہوگی۔ اسی طرح جس محقق اور عالم دین کی فکر اور نظریات کو صرف گنتی کے افراد نے تسلیم کیا ہو۔ اور وہ بھی اُسکی زندگی میں — اور بعد میں اُسکے ماننے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر رہ گئی ہو۔ تو صاف ظاہر ہے کہ ایسے محقق اور مفکر کو تاریخ کی کتابوں میں جو مقام دیا جائے وہ بہت معمولی ہوگا۔ اسی طرح بعض محققین اور مفکرین ایسے بھی ہوئے۔ کہ انہوں نے بڑے مضبوط ادارے قائم کئے۔ لیکن ان کی تحقیق اور فکر قرآن و سنت سے متصادم ہو گئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج اُن کے عقاید کے پیروکار عوام میں چند ہزار بھی نظر نہیں آتے ہیں۔ اس گروہ کے لوگوں میں ڈبٹی نذیر احمد، سرسید احمد خاں الطاف حسین حالی، غلام احمد پروردہ وغیرہ شامل ہیں۔

کچھ نام نہاد مفکرین ایسے بھی ہوئے جو زیادہ ہی خوش فہمی کا شکار ہو گئے۔ اور نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے۔ مثلاً غلام احمد قادیانی — لہذا باطل

عقائد کے اعتبار سے تاریخ کی کتابوں میں ایسے تمام نام نہاد مفکرین اور محققین کا تذکرہ حقارت کے ساتھ کیا جائے گا۔

اسلامی ساتھیو! اب بات واضح ہو گئی کہ اسلامی طرز پر تاریخ مرتب کرنے اور مغربی طرز پر تاریخ مرتب کرنے میں کتنا فرق ہے۔ مغربی طرز پر تاریخ مرتب کرنے والے مورخین اُس دور کی سیاسی جماعتوں اور تحریکوں کے پس منظر میں واقعات کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔ اور اسے تاریخ میں اول مقام دیتے ہیں۔ لیکن اسلامی طرز پر مرتب ہونے والی تاریخ میں انہیں ثانوی حیثیت دی جاتی ہے۔

چونکہ دین اسلام میں سیاست دین سے جدا نہیں ہے۔ لہذا مسلمانوں کے جتنے دینی حلقے ہیں۔ وہی ان کے سیاسی ادارے و جماعت بھی ہیں۔ اور جس حلقہ کا جو ب سے بڑا اور مستند محقق و مفکر ہو گا۔ سیاسی و مذاہب ہر قسم کے مقام کا وہی مستحق قرار پائے گا۔ مثلاً پاکستان کے پچھتر (57) فیصد مسلمان "حلقہ دارالعلوم بریلی" کے اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا کی تحقیق و فکر سے متفق ہیں۔ اور اُسے اپنا دینی رہنما تصور کرتے ہیں۔ اور اسی طرح پاکستان کے کافی مسلمان "حلقہ دارالعلوم دیوبند" کے مولانا اشرف علی تھانوی وغیرہ کی تحقیق و فکر سے اتفاق کرنے والے ہیں۔ اور اُسے اپنا دینی پیشوا سمجھتے ہیں۔ اب اگر کوئی مورخ اپنی کتاب میں مولانا شاہ احمد نورانی، اور مولانا عبدالستار خاں نیازی مولانا فضل الرحمن اور مولانا شاہ محمد امروٹی اور ان کی سیاسی جماعتوں کا ذکر تو کئی ابواب میں کرے۔ لیکن "حلقہ دارالعلوم بریلی" اور اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا یا "حلقہ دارالعلوم دیوبند" اور مولانا اشرف علی تھانوی کا

ذکر تک بھی نہ کرے۔ تو کیا ایسی کتاب کو تاریخ کی کتاب کہا جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ چونکہ غیر مسلموں اور مغربی ملکوں میں مذہب کی حیثیت ایک ذاتی معاملہ تک محدود ہے۔ اور مذہبی اداروں اور مذہبی سکالروں کی تحقیق اور فکر کا سیاست، حکومت اور نظام سلطنت سے تعلق نہیں ہوتا ہے۔ وہاں سیاسی جماعتیں اور پارلیمنٹ جو فیصلے اور نتیجے اخذ کرتی ہیں۔ اور حالات کے مطابق جو موقف اختیار کرتی ہیں۔ وہی ان کیسے دین اور دنیا سے لہذا وہاں کے مورخین تاریخ لکھتے وقت سیاسی تحریکوں کی کارکردگی اور سرگرمی کو ہی اولیت دیتے ہیں۔

اسلامی سائنس اور ان تمام حقائق کو سامنے رکھ کر اب ہم اپنے گریبان میں جھانکیں اور یہ دیکھیں کہ پاکستان کے مورخین نے پہلے تو تاریخ کی کتابیں اسلامی طرز ترتیب کو چھوڑ کر مغربی طرز ترتیب پر لکھنے کی غلطی

کی اس کے بعد جو **لولی لنگری تاریخ**

لکھی بھی تو واقعات کو حقائق کے مطابق بیان نہیں کیا۔ بلکہ من گھڑت اور خود ساختہ تصویر کشی کی گئی۔ ان مورخین کی کتابیں اُس دور کی چھوٹی چھوٹی ہندو تنظیموں کا ذکر تو کر رہی ہیں۔ لیکن اُسی دور میں ”حلقہ دارالعلوم بریلی“ اور ”حلقہ دارالعلوم دیوبند“ اپنی تحقیق اور سرگرمیوں کے اعتبار سے عروج پر تھے۔ لیکن ان کا تاریخ میں ذکر تک نہیں ہے۔ حالانکہ یہ اتنے بڑے حلقے ہیں کہ پاکستان کے نوے فیصد مسلمان آج بھی ان حلقوں سے <sup>تعلق</sup> لہذا ان حلقوں اور ان حلقوں کے نامور محققین اور مفکرین کے تفصیلی حالات بیان کئے بغیر مسلمانوں

کی جدوجہد کی تاریخ کو ”برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ“ کا نام دینا پاکستانی مسلمانوں کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے۔

یاد چھنے پر جواب دیا جاتا ہے۔ کہ اس سے فرقہ وارانہ کشیدگی بڑھتی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ آپ نے تاریخ میں حقائق بیان کرتے ہیں۔ یا فرقہ وارانہ کشیدگی کا یہاں بنا کر خود ساختہ اور من گھڑت واقعات بیان کرنے ہیں۔ جن شخصیتوں کو آپ زبردستی قومی ہیرو بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ آخر وہ بھی تو کسی فرقہ اور عقیدہ کے علمائے تھے۔ کیا یہ فرقہ وارانہ کشیدگی نہیں ہے۔ صرف حق بیان کرنا ہی کشیدگی میں شامل ہے؟

ایسے مؤرخین بلیک لسٹ ہونے چاہئیں۔ دراصل ایسے تاریخ دانوں کا تعلق ایسے عقائد رکھنے والے ”مسلمانوں“ سے تھا۔ اور ہے جن کی پاکستان میں آبادی 25 فیصد بھی نہیں ہے۔ پھر ان کو

75 فیصد آبادی کی ترجیحی کرنے پر زبردستی کیوں مسلط کیا ہوا ہے۔ ان کی لکھی ہوئی کتابیں ضبط یا تلف کر دی جائیں یا پھر ان ممالک میں بھیج دی جائیں۔ جہاں پر ان کے ہم عقیدہ مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اور جن ممالک نے پاکستان کے پچھتر فیصد مسلمانوں کی آبادی کے جیسے علمائے کرام، مفتیوں اور سکالروں پر اپنے ملکوں میں داخلہ کی پابندی کر رکھی ہے۔ افسوس بے حد افسوس! الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ اور سب خاموش ہیں۔ جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔



برصغیر کے ماضی میں جھانکیں تو ہر دور میں برصغیر کے مقامی کافروں اور غیر ملکی کافروں نے مل کر اسلام کے خلاف سازشیں کیں۔ اور کچھ

مسلمانوں کو خرید کر اپنا ایجنٹ بنایا اور پھر ان سے ملکر من گھڑت تشریحات اور باطل عقاید کو دین اسلام میں شامل کرنے کی کوشش کی۔ تاکہ دین اسلام اپنی اصلی شکل صورت میں باقی نہ رہے۔ لیکن دین کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے۔ خداوند کریم نے ہر دور میں مجدد اور محققین بھیجے۔ انہوں نے تحقیق اور دلائل سے ملکی اور غیر ملکی کفار اور ان کے ایجنٹوں کے خود ساختہ غلط عقائد کو باطل ثابت کیا۔ اور دین اسلام کا بول بالا کیا۔ کسی بھی جور کے مجدد اور محقق حق کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ ان میں ایک قدر مشترک ضرور ملے گی کہ وہ کفار خواہ اندرون ملک کے ہندو ہوں یا غیر ملکی انگریز یا ایرانی و تورانی ہوں۔ دونوں میں سے کسی کے ہم دوست نہیں۔ اور دونوں کفار ہمارے برابر دشمن ہیں۔“



خلفائے راشدین کے دور ہی سے عرب مسلمانوں کا بصر صغیر میں آنا جانا شروع ہو گیا۔ محمد بن قاسم یا محمود غزنوی اور محمد غوری کے زمانوں میں مسلمانوں کی آمد کا سلسلہ تیز ہوا۔ مال و دولت کو ٹھکرا کر محمود غزنوی نے سونمات کے بتوں کو منہدم کر دیا۔ اور ثابت کر دیا کہ کافر ہمارا دشمن ہے۔ خواہ مقامی ہندو ہو یا کوئی دوسرا کافر۔

بازوؤں کو تو دے قوتِ حیدری

بت ہراک بت کدہ کے گراتا رہوں

ساتھ ہی خانقاہی نظام کی شکل میں دینی حلقے صوفیائے عظام اور اولیائے کرام کی زیر سرپرستی منظر عام پر لائے۔ پھر بصر صغیر میں مسلمانوں پر ملکہ اور غیر ملکی کفار کی مختلف تحریکوں اور سازشوں کی یلغار ہوئی اور قسم قسم کے اسلام دشمن

لٹریچر اور کتابوں کی بھرمار کا دور آیا۔ تو مسلمانوں میں محققین اور مفکرین نے اصلاح احوال کیلئے قدم اور قلم اٹھایا۔

○  
مغل بادشاہ جہانگیر کا دور آیا۔ تو اکبر بادشاہ کا قائم کردہ "دین الہی"، اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ ظاہر ہوا۔ اور اسی دوران کفر اور اسلام کو لوگوں میں ایک مذہب کی دعوت دینے والی تحریکیں (تحریک بھگت کبیر۔ تحریک بابا گردناک۔ بھگتی تحریک وغیرہ) منظر عام پر آئیں۔ اندرون ملک یہ ہندو تحریکیں اسلام کے خلاف صرف آراء رکھتیں۔ اور دوسری طرف مغل بادشاہوں کے غیر ملکی ایرانی و تورانی مشیر ہندو و کفار کے ساتھ مل گئے تھے۔ اسلام کے خلاف انہوں نے دین الہی کھڑا کیا۔ اس نازک دور میں اسلام کی خدمت کیلئے اللہ تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی سرسیدی رحمۃ اللہ علیہ پیدا فرمائے۔ انہوں نے اپنی تحقیق اور فکر سے "دین الہی"، کو باطل ثابت کیا۔ ملکی کفار اور مغلیہ دربار کے غیر ملکی منافقین کی سازشیں ناکام ہوئیں اور بعد میں ایک وقت ایسا آیا کہ اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں مغلیہ دربار منافق اور کافر مشیروں سے صاف ہو گیا۔

○  
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت مجدد الف ثانی کی دین کے لیے کوششیں بعد میں رنگ لائیں۔ اور اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں اسلامی قوانین کے متعلق فقہ کی ایک ضخیم کتاب "فتاویٰ عالمگیری" سنی علماء نے اتفاق رائے سے لکھی

~~87103~~  
87103

اوزنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد برصغیر کے مسلمانوں پر مصائب و  
 آلام کا پھر ایک دور آیا۔ برصغیر میں یورپی تاجروں اور غیر ملکی کمپنیوں کا اثر و نفوذ  
 بڑھا۔ دوسری طرف اندرون ملک کے کفار مرہٹے پیش قدمی کرتے ہوئے  
 دہلی تک آ پہنچے۔ اور دور دراز کے حکمرانوں نے خود مختاری اختیار کر لی۔ امر  
 اور روسا سازشوں اور خانہ جنگیوں اور خود غرضیوں میں مصروف ہو گئے۔  
 گویا ایک طرف اندرون ملک کفار کی مسلمانوں کے خلاف سرگرمیوں کا  
 حال بچھ گیا۔ اور دوسری طرف غیر ملکی یورپی کفار نے اپنے نہ ہرے پنے  
 برصغیر کی سر زمین میں بیست کر دیئے۔ قریب ہی تھا کہ مرہٹے دہلی پر قبضہ  
 کر کے "ہندو راج" قائم کر لیتے۔ خداوند کریم نے شاہ ولی اللہ محدث  
 دہلوی کو محافظ دین بنا کر بھیج دیا۔ انہوں نے ملکی و غیر ملکی کفار کا زور توڑنے  
 کیلئے احمد شاہ ابدالی کو دعوت دی۔ احمد شاہ ابدالی نے مرہٹوں کو  
 شکست فاش دی۔ شاہ ولی اللہ نے ایسی مجددانہ شان سے دین کی خدمت  
 کی کہ انہوں نے نہ ہی ملکی کفار ہندوؤں سے گٹھ جوڑ کیا۔ اور نہ ہی غیر ملکی کفار  
 انگریزوں سے دوستی گانٹھی۔ بلکہ دونوں کافروں کو مسلمانوں کا دشمن  
 تصور کیا۔

شاہ ولی اللہ کا گھرانہ ایک علمی گھرانہ تھا۔ دین کیلئے انکی خدمات برصغیر  
 کے مسلمانوں پر احسان عظیم ہے۔ شاہ ولی اللہ نے برصغیر میں قرآن مجید کا پہلا  
 فارسی ترجمہ کیا۔ ان کے لڑکے شاہ رشید الدین نے پہلا اردو ترجمہ کیا۔  
 لیکن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد



دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی۔ یہاں سے برصغیر کے مسلمانوں میں فرقہ بندی اور مسلکی گروہ بندی کا آغاز ہو گیا۔ برصغیر میں اس سے پہلے مسلمانوں کا صرف ایک ہی مسلک (اہل سنت و جماعت) تھا۔ یا شیعہ مسلک کی کچھ تعداد تھی لیکن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں علماء رجب عقیدہ کے اعتبار سے دو گروہوں میں بٹ گئے۔ تو یہ مسلمانوں کے عقائد پر تیسرا شدید حملہ تھا۔ پہلا حملہ ”دین اکبری“ کی شکل میں ہوا تھا اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے یہ حملہ پسپا کر دیا۔ تھا۔ دوسرا حملہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہ کو مسلمانوں کو اصلاح اور عقائد کی حفاظت کیلئے بھیج دیا۔ برصغیر کے مسلمانوں کے عقائد خراب کرنے کا تیسرا دور شاہ ولی اللہ کی اولاد میں علماء کے دو گروہوں میں بٹ جانے سے ہوا۔

## پہلا گروہ

پہلے گروہ میں وہ علماء شامل ہیں۔ جن کے عقائد و

نظریات انکے باپ و ادا شاہ ولی اللہ کے عقائد کے مطابق تھے۔ یہ ”علماء رجب“ کا گروہ تھا۔ اور اس گروہ کے علماء میں وہی قدر مشترک موجود تھی

جو کہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ میں تھی۔ یعنی کافر خواہ ملکی ہو یا غیر ملکی ان میں سے کسی ایک کے ساتھ دوستی اور دوسرے ساتھ دشمنی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ کافر خواہ کوئی بھی ہو وہ اسلام کا اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔

## دوسرا گروہ

دوسرے گروہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ

کی اولاد میں وہ علماء شامل ہیں۔ جنہوں نے اپنے باپ دادا کے عقائد ترک کر دیئے۔ یہ لوگ محمد بن عبدالوہاب کی فکر سے متاثر ہو گئے۔ اور انہوں نے دہلی اور اہلحدیث نظریات کو اپنالیا۔ اس گروہ کے بانی شاہ اسماعیل دہلوی اور مولانا عبداللہی ہیں۔ ان علماء نے اپنا پیرسید احمد بریلوی کو بنالیا۔ یہ شخص ایک عرصہ تک انگریزوں کی ملازمت میں رہا۔ نہ یہ عالم دین تھا۔ اور نہ ہی کسی تعلیمی ادارہ سے سند یافتہ تھا۔

اس گروہ کے بانی اور پیشوا شاہ اسماعیل دہلوی نے جب باطل عقائد اختیار کر لئے تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی وفات کے بعد اُس نے محمد بن عبدالوہاب کی کتاب ”التوحید“ کو پیش نظر رکھ کر ایک کتاب ”تقویۃ الایمان“ لکھی۔ یہ کتاب باطل عقائد سے آلودہ تھی۔ پھر ایک کتاب ”صراطِ مستقیم“ لکھی۔ یہ کتاب بھی اختلافات کا پلندہ تھی۔ کتاب ”تقویۃ الایمان“ کی اشاعت کے بعد شاہ اسماعیل دہلوی کے باطل عقائد جب کھل کر سامنے آ گئے۔ تو سب سے پہلے شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے بیٹے و شاگرد حضرت شاہ مخصوص اللہ محدث دہلوی اور شاہ محمد موسیٰ محدث دہلوی (جو کہ شاہ اسماعیل دہلوی کے چچا زاد بھائی تھے) و دیگر علماء نے 5 مئی 1825ء بمطابق 18 رمضان المبارک 1242ھ کو شاہ اسماعیل دہلوی کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کر دیا۔ کہ وہ کافر، مرتد اور بے دین ہے۔ فتویٰ کے الفاظ یہ تھے۔

(تقویۃ الایمان کے)

”بے ہودہ کلام کا قائل اسماعیل دہلوی شریعت غرار کے نزدیک بلاشبہ کافر و مرتد ہے۔ ہرگز مومن و مسلمان نہیں۔ اور اس کے بارے میں شرعی

حکم یہ ہے کہ اسکی گردن مار دی جائے۔ اور اسے کافر قرار دیا جائے۔  
 شاہ رفیع الدین کے بیٹے شاہ مخصوص اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے  
 شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" کے رد میں ایک کتاب "معید  
 الایمان" بھی لکھی۔ عطا نے حق کا شاہ اسماعیل دہلوی کے خلاف یہ فتویٰ  
 کہ "اسکی گردن مار دی جائے۔" خداوند کریم نے علماء برحق کے ان الفاظ  
 کو سچے کر دکھایا کہ شاہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی بالاکوٹ کے مقام پر  
 قتل کر دیئے گئے۔ جسکو اہل حدیث اور دیوبندی حضرات کہتے ہیں۔ کہ  
 وہ "شہید" کر دیئے گئے۔

اسلامی ساتھیو! اہلحدیث اور دیوبندی حضرات اکثر یہ بات کہتے ہیں  
 کہ اعلیٰحضرت مجدد امام احمد رضا نے ان کے پیشوا شاہ اسماعیل دہلوی پر کفر کا  
 فتویٰ لگایا تھا۔ حالانکہ دیوبندیوں کے امام شاہ اسماعیل دہلوی کے خلاف  
 کفر کا سب سے پہلا فتویٰ خود اسکے چچا زاد بھائیوں اور ان کے چچا شاہ  
 رفیع الدین محدث دہلوی کے بیٹے مولانا شاہ مخصوص اللہ محدث دہلوی اور  
 مولانا شاہ محمد موسیٰ محدث دہلوی نے صادر کیا۔ اعلیٰحضرت مجدد امام احمد رضا  
 تو کفر کے اس فتویٰ کے چالیس سال بعد پیدا ہوئے۔ یہ تو بیان تھا کہ —

## دوسرے گروہ کا آغاز کیسے ہوا

آئیے! اب ہم اس گروہ کے ملکی اور غیر ملکی کفار کے ساتھ تعلق کا  
 جائزہ لیں۔ ہم نے پہلے یہ بات بیان کر دی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی،

حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ محضوی اللہ محدث دہلوی کے گروہ کے نزدیک ہندو کافر اور غیر ملکی کافر دونوں مسلمانوں کے دوست نہیں تھے۔ انہوں نے دونوں کفار کو رد کیا۔ اور کسی ایک کافر کے ساتھ بھی تاریخ کی کتابوں میں ان کا گٹھ جوڑ ثابت نہیں ہوتا ہے۔ جبکہ اس دوسرے گروہ کے ابتدائی علماء غیر ملکی کفار انگریز کے دوست بنے رہے اور پھر جب ایسے حالات پیدا ہوئے کہ اب تو انگریز ایک نہ ایک برصغیر کو چھوڑ کر چلا جائے گا۔ اور انگریزوں کا مزاج چونکہ جمہوری ہے۔ لہذا وہ اقتدار چھوڑ کر برصغیر کی اکثریت آبادی کے نمائندوں کے حوالے ہی کر کے جائے گا۔ یہ بات اہلحدیث اور دیوبندی حضرات کے دماغ میں ایسی بیٹھی کہ وہ جلدی سے ہندوؤں اور انکی جماعت گانگریس کی گود میں جا بیٹھے۔ انہیں پکا یقین ہو گیا تھا کہ اقتدار ہندوؤں کے ہاتھ میں ہی آئے گا۔ اس گروہ کے سابقہ علماء تو غیر ملکی کفار انگریز کے ساتھ گٹھ جوڑ میں اپنی زندگیاں پوری کر چکے تھے۔ لیکن نئے حالات کے تحت بعد کے دیوبند علماء نے پلٹا کھایا اور جمعیت العلماء ہند قائم کی اور ہندوؤں کی جماعت گانگریس سے گٹھ جوڑ کر لیا۔ کچھ ماڈرن رہا کہ اب تک علماء حق میں ایک قدر مشترک تھی کہ انہوں نے ایک کافر کو دوست اور دوسرے کافر کو دشمن قرار نہیں دیا بلکہ کافر خواہ ملکی ہو یا غیر ملکی وہ مسلمان کا دشمن ہے۔ اب ان کو یقین ہو گیا تھا کہ آخر انگریز نے جانا ہے۔ ہندو کو اقتدار ملنا ہے۔ لہذا اقتدار میں ان کا حصہ

پکا ہے **کافر و ملکی ایک مشہور حکمت علی**

کافر خواہ یہودی ہو یا انگریز، ہندو ہو یا کیمونٹ۔ ان کی ایک مشہور

حکمت عملی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں میں اُس گروہ کو سپورٹ کرتے ہیں۔ جس گروہ نے اپنا نیا عقیدہ اختیار کر لیا۔ کفار کی اس حکمت عملی کی مصلحت یہ ہے۔ کہ وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ اسلام میں ہر نئے فرقے کی حوصلہ افزائی اور مالی امداد کی جائے۔ تاکہ وہ فرقہ ایک طاقتور وجود اختیار کر لے۔ اور یوں مسلمان قوم متحارب گروہوں میں تقسیم ہو جائے۔

۱۔ آج بھی آپ کفار کی اس حکمت عملی کا نظارہ کر سکتے ہیں۔ یہودی سعودی عرب کے وہابی حکمران برسرِ اقتدار ہیں۔ حالانکہ کئی بے غیرق اور شرم کی بات ہے۔ کہ امریکہ نے "اسرائیل" کا نام سعودی عرب ممالک کے بیچ میں پیدا کیا۔ اور پھر اسرائیل کو اسلحہ سے آسائیس کر دیا۔ کہ اُسکی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ اسکے باوجود عرب ممالک اسی امریکہ کے پھٹو بنے ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب کیا ہے۔ اس کے دعویٰ مطلب ہیں۔ کہ یا تو یہ عرب ملک بھی اسرائیل کے قیام میں برابر شریک ہیں۔ یا پھر وہ اتنے بے شرم ہو گئے ہیں۔ کہ انہیں تو صرف اُنکے اقتدار کی حفاظت کرنے والا ملک چاہئے۔ خواہ وہ اس اسرائیل مسلمانوں کی سر زمین پر قائم کر دے۔ اقتدار، حکمرانی اور دولت و جاہ کیلئے آساگر جانا اور پھر مسلمان بھی کہلوانا۔ اتنی بڑی منافقت! کیا روزِ قیامت کی کوئی پرواہ ہی نہیں رہی! کیا کلہر طیبہ کے پہلے حصّہ پر بھی ابھی تک ایمان نہیں لائے ہو! یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جب مرزا غلام احمد نے قادیانی مذہب ایجاد کیا۔ تو انگریزوں نے قادیانوں کو بے تعلقنا جائیدادیں اور جاگیریں دیں۔ اسی خوشی میں ایک قادیانی مٹرا جوجہ کو ریلوے وزیر بنا دیا گیا۔ اسی طرح انگریز جب اس نتیجہ پر پہنچ گیا۔ کہ دہلیسہ / اٹھوٹ ایک مستند گروہ ہے۔ مسلمانوں کو مشرک اور کافر قرار دے کہ عالم اسلام میں پھوٹ ڈالنے کیلئے اس گروہ سے بہتر اور کوئی گروہ نہیں ہے۔ لہذا امریکہ اور اُس کے حواریوں نے منصوبہ یہ بنایا کہ کسی ترکیبی طرح مسلمانوں کے مقدس مقامات (خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ) پر اسی گروہ

اگر تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے۔ تو کفار کی یہ حکمت عملی ماضی اور حال کے تمام واقعات

(تھے) کا کنٹرول ہو جائے۔ لہذا مکہ اور مدینہ پر اس گروہ کا قبضہ کروا دیا گیا۔ انگریز کفار نے مسلمانوں کے اندر  
 دہائی سعودی حکمرانوں کو اور۔۔۔ باہر اسرائیلی یہودیوں کو مکمل تحفظ و استحکام دیکر بظاہر ایک ایسی شاندار  
 کامیابی حاصل کر لی ہے۔ کہ اب کبھی بھی مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہو سکیں گے۔ اور ہمیشہ آپس میں  
 ایک دوسرے کے خلاف صف آرا رہیں گے۔۔۔ مستقبل میں انگریز کفار کا اگلا قدم قادیانیوں کی ریاست  
 قائم کرنے کا ہے۔ قادیانیوں کی حالیہ سرگرمیوں سے اس منصوبہ کی واضح نشاندہی ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ  
 انگریز نے کرڈوں مسلمانوں سے نپٹنے کے لیے۔ اسرائیل۔ قادیانی اور سعودی حکمران (دہائیہ) پیدا کر  
 دیئے ہیں۔ اور ان تین "ماتحت طاقتوں" کو ایسے وسائل فراہم کر دیئے ہیں۔ کہ تینوں طاقتیں  
 اپنے انگریز آقا کے مشن کو شعوری یا لاشعوری طور پر پورا کرنے کیلئے ہر اسلامی ملک میں مختلف اقلیتی گروہوں  
 کی پشت پناہی اور مالی امداد کر رہی ہیں۔ تاکہ ہر اسلامی ملک کے مسلمانوں کی اکثریت کے خلاف محاذ آرائی کا بازار  
 گرم رہے۔۔۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج قادیانیوں کو اسرائیل کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اور سعودی حکمران بھارت  
 اور ایران کے مسلمانوں کی اکثریت کے خلاف اہم حدیث اور دیوبندی فرقوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ اس  
 کے ثبوت تو بے شمار ہیں۔ یہاں ایک ثبوت بیان کر دینا ہی کافی ہے۔ کہ پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت  
 سنی رضوی کے تمام علماء کرام پر مکہ شریف اور مدینہ شریف بلکہ سعودی ملک کے تمام عرب ممالک میں  
 داخلے پر سعودی مطلق العنان حکمرانوں نے پابندی عائد کر رکھی ہے۔ جبکہ آج تک کسی اہم حدیث اور  
 دیوبندی عالم دین پر پابندی نہیں لگائی گئی۔ اسی طرح ایرانیوں کے شیعوں پر بھی مختلف قسم  
 کی پابندیاں عائد ہیں۔

حالانکہ ماضی کے دیوبندی علماء کی کتابوں کو پڑھا جائے۔ تو انہوں نے بھی سعودی حکمرانوں کے  
 فرقہ دہائیہ کے خلاف کافی زہر افگن ہے۔ اور فرقہ دہائیہ کے علماء کے خلاف کفر کے فتوے لگائے  
 ہیں۔ لیکن چونکہ ہندوستان کے اہم حدیث اور دیوبندی اندر سے بلحاظ عقائد تقریباً ایک جیسے ہیں

میں کار فرمایگی اور کوئی دور ایسا نہیں ملے گا جس پر یہ حکمت عملی اثر انداز نہ ہوئی ہو۔

(بقیہ حاشیہ) برصغیر میں ان دونوں فرقوں کا بانی، پیشوا اور امام بھی ایک ہی ہے۔ یعنی مولانا شاہ اسماعیل دہلوی۔ تیسری قدم مشترک یہ ہے۔ کہ یہ پاکستان اور ہندوستان کے قلمبستی فرقتے ہیں۔ چوتھی بات یہ ہے۔ چونکہ ان دونوں فرقوں کا تعلق اُس گروہ سے ہے۔ جو کہ انگریزوں کا سہمدرد اور پھر سہزادی کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے دوقومی نظریہ (پاکستان) کی مخالفت کی۔ اب چونکہ پاکستان میں رہ کر براہ راست اندر دلی کفار یا غیر ملکی کفار سے گٹھ جوڑنا ممکن ہو گیا ہے۔ لہذا انہوں نے سعودی حکمرانوں سے دوستی کے ذریعے اپنی اس قدیم روایت کو زندہ رکھا ہو لیا ہے۔ سعودی حکمرانوں کا منظور نظر سونا گویا امریکی انگریز کفار کا منظور نظر رہا ہے۔ اور امریکی کفار سے کسی بھی درجہ کی وابستگی کا مقصد اسٹیلی ہودیوں سے وابستگی ہے۔ شعوری یا لاشعوری طور پر یہ قدیم بیماری آج کے جدید دور میں بھی ان دونوں فرقوں میں موجود ہے۔

— پانچویں مجبوری ان دونوں فرقوں کی یہ ہو گئی ہے۔ کہ یہ اپنے سابقہ اماموں اور پیشواؤں کے سعودی رہائیوں کیخلاف فتووں کو بھول گئے ہیں۔ اور اپنے عقائد کو درجہ جدید کے مفادات کے تحت بدل لیا ہے۔ یعنی اب انہوں نے مکمل سعودی دہائیت اختیار کر لی ہے۔ تاکہ اپنے فرقوں کو زندہ رکھنے کیلئے سعودی سرمایہ کا آجائے۔ سرمایہ کیلئے عقیدہ بدلنے سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی مسلمان بھٹک کر دیوبندی عقائد اختیار کر لیتا ہے۔ تو محض طے دنوں کے بعد وہ گمراہی کی دوسری سرطی "دہائیت و المحدث" پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ دہا بن جاتا ہے۔ چوتھی بیخ نیچرت کی ہے اور نیچری بننے کے بعد ترقی کرتا ہوا آخر کار وہ ملحد (دین حق سے پھر جائیوالا) ہو جاتا ہے۔ یہ بات میں نہیں کہہ رہا بلکہ برصغیر کے المحدث اور دیوبندیوں کے متفقہ امام ابوالکلام آزاد کہہ رہے ہیں۔ چونکہ مولانا ابوالکلام آزاد کے والد حضرت مولانا خیر الدین علیہ الرحمہ ایک صحیح العقیدہ سنی عالم تھے۔ اور ابوالکلام آزاد نے اپنے عقائد بدکردار یا یہ عقائد اختیار کر لئے تھے۔ اپنے والد کے حوالے سے بات کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد کی زبان سے الفاظ نکل گئے۔ "والد مرحوم (مولانا خیر الدین) کہا کرتے تھے کہ گمراہی کی موجودہ ترتیبوں ہے کہ پہلے (دیوبندیت کے بعد) دہائیت، پھر نیچرت، نیچرت کے بعد تیسری قدرتی منزل جو الحاد قطعی کی ہے۔ اس کا وہ ذکر نہیں کرتے تھے اس لیے کہ وہ

اور علی یا غیر علی کفار نے مسلمانوں کو زیر کرنے کے جو بھی حربے استعمال کئے ان میں یہ حکمتِ علی ہمیشہ سرفہرست رہی۔

(بقیہ حاشیہ) نچریت ہی کو الحادِ قطعی سمجھتے تھے۔ لیکن میں تسلیم کرتے ہوئے اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ منزل الحاد ہے۔ اور ٹھیک ٹھیک مجھے ہی پیش آیا۔ مرستید احمد خاں مرحوم کو بھی پہلی منزلِ دہابیت ہی پیش آئی تھی۔ (کتاب: آزاد کی کہانی صفحہ 381) ابوالکلام آزاد اس تحریر میں آخر یہ خود تسلیم کیا ہے۔ کہ تیسری منزل الحاد (دین سے پھر جانا) ہے۔ اور پھر وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مرستید احمد خاں بھی پہلے دہابی ہوا۔ اور پھر نچری کی منزل پر پہنچا۔ گویا مولانا ابوالکلام آزاد بھی اپنے تجربہ کی بنیاد پر یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکے کہ اگر کوئی مسلمان ایک بار دہابیت اختیار کر لے تو وہ قدرتی طور پر بڑی تیزی سے دوسری منزلِ نچریت اور پھر تیسری منزل ”الحاد“ پر پہنچ کر ہی دم لیتا ہے۔

### اسلامی ساتھیو!

اب تک جو حقیقت حال بیان کی گئی ہے۔ اسکو پڑھنے کے بعد سچے مومن کا دل مٹھنے لگتا ہے۔ کہ اب کیا ہوگا؟۔ لیکن اسرائیلی یہودیوں، قادیانیوں، سعودی دہابیوں اور انکے پالتو گردہوں کی ”حق پرستوں“ کے خلاف سازشوں میں بھی خداوند کریم کی طرف سے ہزرہ کوئی حکمتِ عملی ہے۔ یہ تمام واقعات و حالات عنقریب ایک بڑے انقلاب کا پیش خیمہ بنتا ہوں گے۔ ایران میں انقلاب آچکا ہے۔ اور دوسرا انقلاب دیکھیں کب اور کدھر سے آتا ہے۔ کفار، منافقین اور انکے حواریوں کی طرف سے انقلاب کو دبانے کے تمام حربے استعمال ہوں گے۔ ہو سکتا ہے۔ ایک انقلاب دبا دیا جائے۔ لیکن ظلم، باطل اور منافقت کے خلاف ایک انقلاب نہیں آیا کرتا ہے۔ انقلاب پر انقلاب آتے چلے جاتے ہیں۔ اور آخر کار ایک انقلاب ایسا آتا ہے۔ کہ پھر ظلم باطل اور منافقت کا عروج زمین بوس ہو جاتا ہے۔ اور انقلاب حق پرستوں کی فتح کے ثمرت بند کر دیا جاتا ہے۔ نعرہ تکبیر اللہ اکبر۔ نعرہ رسالت۔ یا رسول اللہ۔ ظلم مردہ باد۔ باطل باد۔ منافقت اور انکے حواری مردہ باد۔



ہذا ہندوؤں کی سیاسی جماعت کانگریس نے اسی حکمت عملی کے تحت علمائے  
 دیوبند و اہلحدیث کو اپنا بازو بنالیا۔ پاک و ہند کی تاریخ سے تھوڑی سی واقفیت  
 رکھنے والا مسلمان بھی یہ جانتا ہے کہ "دارالعلوم دیوبند" ایک ایسا گڑھ بن  
 گیا تھا۔ جو کہ ہندو مسلم اتحاد کا داعی تھا۔ اور مسلمانوں کیلئے علیحدہ مملکت کا  
 مخالف تھا۔ ابھی گذشتہ سالوں جب دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریب  
 منعقد ہوئی تو دینی ادارہ "دارالعلوم دیوبند" کی سٹیج پر مہمان خصوصی (ایک  
 کافر اور وہ بھی عورت) اندرا گاندھی تھی۔ "علمائے حق" کے نزدیک تمام  
 کافر اسلام کے دشمن ہوتے ہیں۔ خواہ وہ اندرون ملک کے ہندوؤں یا غیر ملکی  
 انگریز وغیرہ۔۔۔ اور اسی عقیدہ پر محمود غزنوی کے دور سے لے کر شاہ  
 ولی اللہ محدث دہلوی تک تمام علمائے حق قائم رہے۔ اُس کے بعد شاہ ولی اللہ  
 محدث دہلوی کے گھرانہ کے پہلے گروہ کے "علمائے حق" بھی اسی عقیدہ پر  
 قائم رہے۔ اس گروہ کے متعلقین میں سے کوئی ایک عالم دین بھی تاریخ میں  
 نہیں ملے گا۔ جس نے انگریزوں سے گٹھ جوڑ کیا ہو یا ہندوؤں سے اتحاد کی  
 پتلیں بڑھائی ہوں۔

علماء:۔۔ اس گروہ کے علماء کی فہرست بہت طویل ہے۔ چند علمائے حق کے نام بات واضح کرتے کیلئے کافی ہیں۔

\* شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمہ

\* شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ

\* مولانا شاہ مخصوص اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ (شاہ رفیع الدین کے بیٹے اور شاہ اسماعیل دہلوی

\* مولانا شاہ محمد موسیٰ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے چچا زاد بھائی۔

\* مولانا شاہ فضل حق خیر آبادی (شاہ عبدالعزیز دہلوی کے ارشد ملامذہ)

اس تفصیل کا مقصد اپنے عقائد تبدیل کر لینے والے علماء و اہل  
کے گروہ کی تفصیل بیان کی گئی اس کا صرف مقصد

یہ ہے کہ شاہ اسماعیل دہلوی اور مولانا عبداللطیف اور اس کے پیروکاروں  
کی تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ یہ پورا گروہ یا تو انگریزوں سے گٹھ  
جوڑ کئے ہوئے ملتا ہے۔ یا پھر ہندوؤں کے ساتھ مل کر  
متحدہ ہندوستان کے قیام اور مسلمانوں کیلئے الگ اسلامی مملکت کی  
مخالفت کرتا نظر آتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ)

\* مولانا منور الدین دہلوی (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد اور شاہ اسماعیل دہلوی کے ہم سبق و  
نام جماعت)

\* علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی۔

\* علامہ مولانا شاہ احمد سعید مجددی (کتب احادیث کیلئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے  
اجازت یافتہ)۔

\* حضرت مولانا خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ (مولانا منور الدین دہلوی کے نولسے اور مولانا ابوالکلام

آزاد کے والد)۔ یاد رہے کہ مولانا خیر الدین ایک صحیح العقیدہ سنی عالم دین تھے۔ لیکن ان کے

بیٹے مولانا ابوالکلام آزاد نے غلط عقائد اختیار کر لیے۔ مولانا خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بیٹے

کی اس بلند ہی کا سخت ملال رہا (دیگرہ وغیرہ۔ آج سے پورے دو سو سال (175 سال) پہلے

جب شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے بیٹے اور شاہ عبدالعزیز محدث

دہلوی علیہ الرحمہ کے شاگرد شاہ مخصوص اللہ محدث دہلوی اور شاہ موسیٰ دہلوی نے اہلحدیث اور دیوبندوں

کے بانی اور پیروا کے خلاف کافر اور مرتد ہونے کا فتویٰ دیا۔ تو اس فتویٰ پر برصغیر کے بہت سے علماء نے

دستخط کیے۔ اور اس فتویٰ کی حمایت کی۔ اگر ان علماء میں سے کچھ علماء کے نام بھی لکھے جائیں تو کافی جگہ چاہئے

اسلامی ساتھیو! آپ نے دیکھا کہ برصغیر میں علماء کے ایک گروہ نے اپنے عقاید تبدیل کیے۔ پھر ان کی زندگی ہی میں کفر و ارتداد کے فتوے صادر ہوئے۔ مگر ان سے توبہ کی توفیق نہ ہوئی۔ عقائد تو خراب ہو ہی گئے تھے۔ اس گروہ نے اپنے آپ پر ایک ظلم اور کیا کہ پہلے انگریزوں سے گٹھ جوڑ رکھا۔ پھر ہندوؤں سے اتحاد کر کے مسلمانوں کے لیے الگ اسلامی ریاست کی مخالفت کی۔ حالانکہ عالم دین نے ایک مثال قائم کرنی ہوتی ہے۔ وہ دنیاوی مصلحتوں اور مفادات کے تحت فیصلے نہیں کرتا بلکہ وہ قرآن و سنت کے مطابق اپنا موقف اختیار کرتا ہے۔ اور اس پر عمل کر کے دکھاتا ہے۔ وہ نہ غیر ملکی کفار سے اتحاد کرتا ہے۔ اور نہ اندرون ملک کسی کافر ہندو سے اتحاد قائم کرتا ہے۔ بلکہ اس کے نزدیک ہر کافر اسلام کا دشمن ہے۔ خواہ ملکی ہو یا غیر ملکی۔ یہ موقف معمولی موقف نہیں ہے۔ یہ موقف تو مسلمانوں کا مقصد حیات ہے۔ اور اگر اس موقف کو کامیابی نصیب ہو جائے۔ یعنی کافر الگ ہو جائیں اور مسلمانوں کو الگ خطہ زمین اور آزادی مل جائے۔ تو پھر اس موقف (یعنی دو قومی نظریہ) کی عظمت کا تصور کیجئے۔ سبحان اللہ قربان جائیں اس موقف پر ثابت قدم رہنے والے ”علماءِ حق“ کی وسعتِ نظریہ — دو قومی نظریہ کیا ہے۔ یہی کہ کفار خواہ ملکی ہوں یا غیر ملکی ان کے ساتھ مسلمانوں کا نبھانا نہیں ہو سکتا ہے۔

اسلامی ساتھیو! اب آپ دو ”قومی نظریہ“ کا اصل مفہوم سمجھ گئے ہیں۔ برصغیر میں دو قومی نظریہ کا آغاز دراصل اسی دن ہو گیا تھا جس دن پہلے مسلمان نے اپنا قدم سرزمین برصغیر پر رکھ دیا تھا۔ پھر صوفیائے کرام اور اولیائے عظام نے تو دو قومی نظریہ پر استقامت کا وہ ثبوت دیا کہ رہتی دنیا تک ان کا کردار فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔ کسی صوفی اور ولی نے کافروں کے کسی گروہ

سے اتحاد اور گھڑ جوڑ نہیں کیا۔ بلکہ وہ تو جہاں منصب اور حکمرانوں کے درباروں سے بھی دُور رہے۔ انہوں نے کبھی سوچا تک بھی نہیں کہ کافروں، حکمرانوں اور دولت مندوں سے اتحاد کر کے اسلام کی تبلیغ کریں۔ بلکہ جسے خواہش ہوئی۔ وہ خود چل کر اللہ کے مقبول اولیاءِ کرام کی قدم بوسی کیلئے گیا۔ مرادیں حکمرانوں کے درباروں سے نہیں ملتی تھیں۔ بلکہ حکمران کامل بزرگوں کے در سے جھولیاں بھرتے تھے۔

پھر ”دوقومی نظریہ“ کو عظیم محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی — امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی — شاہ ولی اللہ محدث دہلوی — شاہ منصور اللہ محدث دہلوی — شاہ محمد موسیٰ محدث دہلوی — حضرت علامہ سحر العلوم فرنگی محلی، مولانا محب البنی فخر الدین چشتی دہلوی — شہید آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی علامہ مولانا منور الدین دہلوی — مولانا فضل رسول عثمانی بدایونی — مولانا مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری — علامہ مولانا شاہ احمد سعید مجددی — نے زندہ رکھا۔ پھر ”دوقومی نظریہ“ کے خلاف برصغیر میں کفار کی طاقت نے آواز دہرا کر پکڑا کہ مسلمانوں کا ایک گروہ کھل کر کفار کا ہمنوا بن گیا۔ اور ”علماءِ دیوبند“ نے باضابطہ ہندو کفار سے اتحاد کر لیا۔ برصغیر میں دینِ اسلام پر یہ نازک ترین دور تھا۔ لیکن اس دور میں ”علمائے حق“ کے گروہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک شخصیت اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا پیدا کر دی۔ جس نے اپنی تحقیق، فکر اور تبحر علمی سے ہندو کفار کے اتحادی علمائے دیوبند اور علمائے اہلحدیث کے باطل عقائد کا رد کیا۔ اور اس نے وقتی مصلحتوں اور سنگین ترین حالات کی پرواہ کئے بغیر دینِ اسلام کیلئے حقیقی موقف اختیار کیا کہ ہندو بھی کافر ہے اور انگریز بھی کافر ہے۔ ہر کافر بھاری دشمن ہے — یہ بہت بڑا موقف تھا۔

جسکی حفاظت ماضی میں علما حق کرتے آئے تھے۔ بظاہر یہ چند الفاظ

ہیں۔ کہ ہندو کفار ہوں یا غیر ملکی کفار ہوں۔ مسلمانوں کا اتحاد کسی سے نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ الفاظ دراصل ”دوقومی نظریہ“ ہیں۔ اس موقف

پر اُس دور میں قائم رہنا جس دور میں علامہ اقبال علیہ الرحمہ اور قائد اعظم

محمد علی جناح علیہ الرحمہ ایسے ذہین لوگ بھی ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے۔ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ایک محقق اعظم ہی یہ کام کر سکتا ہے اور ایسے نازک

وقت میں ایک ایسے امام کے پاؤں ہی ڈگمگانے سے بچ سکتے ہیں۔ جس کو

خداوند تعالیٰ کی مدد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید نظر حاصل ہو۔ بعد میں علامہ

اقبال اور محمد علی جناح نے بھی اپنا موقف تبدیل کیا۔ اور ”دوقومی نظریہ“ کا

موقف اختیار کیا۔ جوں ہی مسلم لیگ نے ”دوقومی نظریہ“ کے موقف کا اعلان

کیا۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ برصغیر کے وہ تمام علمائے حق جو کہ اعلیٰ حضرت مجدد امام

احمد رضا (دہلوی) کے مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے۔

ان علماء کرام کی تعداد ہزاروں تھی۔ امیر ملت حضرت سید

جماعت علی شاہ علی پوری، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی

مولانا شاہ ضیاء الدین احمد قادری مدنی کی پاکستان کیلئے سرگرمیوں کو کون

نہیں جانتا ہے۔ اور بنارس میں منعقدہ سنی علماء کی پاکستان کے حق میں

عظیم ترین کانفرنس تو ان تمام حقان پر ایک مہر تصدیق کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ پاکستان کے نام نہاد تاریخ داں اور مورخین اپنی تاریخ

کی کتابوں کے اوراق کو ان من گھڑت اور خود ساختہ واقعات سے سیاہ کرتے

رہے ہیں۔ جن کا قیام پاکستان اور ”جدوجہد مسلمانان برصغیر“ سے کوئی

تعلق نہیں ہے۔

## گروہی تعصب اور فرقہ پرستی اب ختم ہونی چاہئے

یوں تو پاکستان کا پورا تعلیمی نظام بے مقصد ہے۔ اور  
قومی تعاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ لیکن کسی بھی تعلیمی  
نظام کی ابتداء تاریخ سے ہوتی ہے۔ اور جس قوم کی

تاریخ کی کتابیں اسلامی طرز کی بجائے مغربی طرز پر مرتب کی گئی ہیں۔ اور اُس میں بھی خود ساختہ اور من گھڑت  
واقعات و حالات بیان کر دیئے گئے ہوں۔ تو اس سے اُس قوم کے تعلیمی نظام کے دیوالیہ پن کا بخوبی اندازہ  
لگایا جاسکتا ہے۔ اگر پاکستانی مسلمانوں کیلئے صحیح تاریخ لکھنے کی بات کی جاتی ہے۔ تو کہا جاتا  
ہے کہ یہ تو گروہی تعصب اور فرقہ پرستی ہے۔ جسے کہتے ہیں۔ الٹا چور کو توال کو دہنٹے۔

”گروہی تعصب اور فرقہ پرستی دراصل یہ ہے کہ حقیقی تاریخ کو نظر انداز کر کے خود ساختہ اور  
من گھڑت تاریخ قوم پر مسلط کر دی جائے۔“

یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان میں گروہی تعصب اور فرقہ پرستی عروج پر ہے۔ اور اس کو ختم کرنے  
کا ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ غلط، من گھڑت اور خود ساختہ تاریخی کتابوں کو آگ لگا دی جائے۔  
اور پاکستانی قوم کیلئے ایک صحیح اور حقیقی تاریخ مرتب کی جائے۔

## سکولوں اور کالجوں میں غلط تاریخ قیام پاکستان کے بعد سکولوں اور کالجوں میں غلط مرتب شدہ تاریخ کی کتابیں

پڑھائی گئیں۔ یہ ایک اتنا بڑا قومی المیہ ہے۔ کہ اسکے ازالہ کیلئے سالہا سال درکار ہیں۔ لیکن  
میلوسی کی کوئی بات نہیں ہے۔ صبح کا بھولا شام کو گھرا جائے تو اُسے بھولا ہوا نہ کہا جائے۔ بلا تفریق  
ہمارے تاریخ دان اس منصوبہ پر کام شروع کر دیں۔ اور جو مسلمان بھائی چیدہ چیدہ تاریخی حقائق جاننا  
چاہتے ہیں۔ انکے لیے حسب ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوگا۔

1۔ سید احمد شہید کی صحیح تصویر از جدید احمد مسعود بدایونی (2) امتیازِ حق از راجہ غلام محمد۔

3۔ حقائق تحریکِ بالاکوٹ از شاہ حسین گردیزی (4) تاریخ تاملیاں از سید مراد علی۔

اگر تاریخوں میں غلط اور من گھڑت واقعات کی تفصیل پیش کی جائے۔ تو اس کے لیے الگ کتاب درکار ہے۔  
برصغیر میں مسلمانوں کی جدوجہد کے واقعات میں وہ کونسا موڑ نہیں ہے۔ جہاں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہو۔ اور

جس کو ماضی کی تاریخ میں بدینتی کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہو۔

کئی معصوم نسلوں کو تباہ کر دیا گیا | پاکستان کی تاریخ لکھنے والے  
نام نہاد مورخین نے ایسی من گھڑت

اور غیر مستند تاریخ کی کتابیں لکھیں اور پھر ان کو پاکستان کے سکولوں اور  
کالجوں کے درسی نصاب میں شامل کر دیا گیا۔ کہ آج پوری نسل مسلمانوں کی اصل  
اور حقیقی تاریخ سے محروم ہے۔ جب نوجوان نسل سے صحیح واقعات  
بتائے جاتے ہیں۔ تو وہ حیران رہ جاتے ہیں اور بہ نسبتہ سوال کرتے ہیں کہ

## حکومت پاکستان انکو آری کرے

کہ یہ بھیانک غلطی کیسے ہوئی۔ کس تے کی۔ اس غلطی کو کرنے والے ہاتھ  
کون تھے۔ اور اس سازش میں کون کون شریک تھے۔ ان میں سے جو جو  
لوگ زندہ ہیں۔ ان کے خلاف مقدمات قائم کر کے باقاعدہ کیس (CASE)  
کو اعلیٰ عدالت کے سپرد کر دینا چاہئے۔ یا پھر سپریم کورٹ کے ججوں پر مشتمل  
ایک کمیشن بٹھایا جائے۔ جو اس بھیانک منصوبہ کے اصل مجرموں کو بے نقاب  
کرے۔

اس دورانے

## محب وطن مورخین اور دانشور

ایسا کریں کہ وہ ایک صحیح، مستند اور اصل حقائق پر مبنی "تاریخ پاک و ہند"۔

تحریر کرتے کا آغاز کریں۔ اور مکمل حقائق پر مشتمل تاریخی کتاب کو عوام میں پیش کریں۔ پریس کانفرنس کے ذریعے معاملہ کی اصل صورت حال کو پیش کریں۔ اور قومی ذرائع ابلاغ کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ بے بنیاد اور غیر تحقیق شدہ واقعات و تاریخ کو شائع کرنے سے باز رہیں۔ اور اگر قومی ذرائع ابلاغ میں کوئی غلط نقطہ نظر شائع بھی ہو جائے تو فوراً اس کے جواب میں صحیح نقطہ نظر کو شائع کیا جائے۔

## تاریخ کی کتابیں کن کے لئے

تاریخ کی کتابیں کن لوگوں کیلئے ہوتی ہیں؟ جواب یہی ہے۔ کہ کسی ملک میں جن لوگوں کی اکثریت ہوتی ہے۔ دراصل تاریخ میں ان کے ماضی کو اور ان کے تاریخی واقعات کو اولیت اور مرکزی حیثیت دی جاتی ہے۔ کیا کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک ملک میں عیسائیوں کی اکثریت ہو۔ لیکن ان کو مسلمانوں کی تاریخ پڑھانی جا رہی ہو۔ یا پھر ایک ملک (ایران) میں شیعہ بھائی اکثریت میں ہیں۔ لیکن ان کی تاریخ ”سنی واقعات“ سے بھری پڑی ہو۔ ہرگز نہیں۔ اصول یہی ہے۔ کہ جس ملک میں جن لوگوں کی اکثریت ہو۔ ان کے واقعات و عمل کو اولیت دی جائے۔ اور وہی لوگ ذرائع ابلاغ میں زیادہ کورتج ”کے مستحق ہیں۔

## لیکن پاکستان میں اب تک کیا ہوا

اسنوس کہ پاکستان میں اب تک اس کے بالکل برعکس ہوتا رہا۔ ایک شخص



ایک مجدد، ایک امام، ایک فقیہ، ایک محقق، ایک علم و عرفان کا سمندر۔  
\* جسکو پاکستان کے 75 فیصد مسلمان اپنا متفقہ پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔

\* کہ صغیر میں واحد مترجم ہے۔ جس نے قرآن مجید کا اردو میں ایسا ترجمہ کیا ہے کہ وہ ترجمہ ہر قسم کی غلطی اور کمزوری سے پاک ہے۔  
بلکہ باقی تمام اردو ترجموں میں غلطیاں اور خامیاں ہیں۔

\* جس نے ایک ہزار سے زیادہ کتابیں لکھیں۔  
\* جس نے مکہ اور مدینہ کے چاروں اماموں کے مقدر مفتیوں سے اپنی علمیت کا لوہا منوایا۔

\* مسلمانوں کا واحد روحانی پیشوا۔ جس کی تعلیمات تھیں کہ ہندو اور انگریز دونوں کافر ہیں۔ اور دونوں کافر ہمارے لیے برابر ہیں۔  
جتنا ہمارا انگریز دشمن ہے۔ اتنا ہی ہمارا ہندو دشمن ہے۔ گویا  
اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا کے اس عظیم موقف نے

## دو قومی نظریہ

کی ہندوستان میں اب تدارک کر دی۔ جب علماء کا ایک گروہ  
(دیوبند مکتبہ فکر) کانگریس کی گود میں بیٹھ کر مسلمان اور ہندو  
بل کر زندگی گزارنے کی جدوجہد کر رہا تھا۔ وہ اتنا نہ سوچ سکا  
کہ ایک کافر (انگریز) کو نکال کر دوسرے کافر (ہندو) کے ساتھ  
بغلگیر ہونا کونسا اسلامی طریقہ ہے۔ اسلامی طریقہ  
تو ایک ہی ہے۔ کہ مسلمان الگ قوم ہیں۔ اور کافر (خواہ وہ انگریز  
ہوں یا ہندو یا سکھ ہوں یا عیسائی) الگ قوم ہیں۔

تفصیل کے لیے دیکھیں الحجۃ المومنین

مجدد نام احمد رصنائے وہ فکرمندی کہ مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں کے پلیٹ فارم کی محتاطی سے بے نیاز کر دیا۔

## اتنے عظیم شخص کیلئے المیہ یہ

کہ پاکستان کی تاریخ کی کتابوں میں ماضی میں اُس کا تذکرہ تک نہ کیا گیا۔ پاکستان کی 75 فیصد عوام جس کے فکر کی قائل ہیں۔ لیکن پاکستان کی تاریخ کی کتابوں میں اُس کا نام تک نہ آیا۔

\* جناب صدر مملکت پاکستان  
 \* جناب وزیر اعظم پاکستان  
 \* محترم وفاقی وزراء (وزیر تعلیم، وزیر اطلاعات، اور وزیر اوقاف و مذہبی امور) پاکستان  
 \* محترم وزراء اعلیٰ (پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان) صوبہ جات۔

\* محترم صوبائی وزراء (وزیر تعلیم، وزیر اطلاعات اور وزیر اوقاف و مذہبی امور) صوبہ جات۔

انصاف کی نظر ادھر بھی۔ روزِ حشر جواب طلبی ہوئی تو کیا منہ دکھاؤ گے۔ پاکستان کے 75 فیصد مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ

صرف 2 فیصد کی خوشنودی کے لیے۔۔۔۔۔

کو بلا تاخیر اس کا ایسا مہمور کر دیا جائے اور پاکستان میں موجود "جعلی مؤرخین" اور ان

مؤرخین حق

کی پشت پناہی کرنیوالے بااثر افراد اور اداروں کی خلاف سخت ترین اقدامات کئے جائیں اور ملکی تعلیمی نظام کیلئے ایک بامقصد نصاب بلا تاخیر نافذ کیا جائے۔ جو قومی تقاضوں اور ضرورتوں سے ہم آہنگی و مطابقت رکھتا ہو۔

خصوصاً تاریخ کی کتابوں کو اسلامی طرز پر مرتب کرنے اور ان میں حقیقی واقعات و حالات بیان کرنے کے کام کو ترجیحی بنیاد پر سرانجام دینے کے احکامات صادر فرمائے جائیں۔ کچی آبادیوں اور دیگر سیاسی وعدوں کے لئے ہنگامی بنیاد پر تیز رفتاری سے سالوں کا کام مہینوں میں سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ تو اس عظیم قومی المیہ پر توجہ کیوں نہیں دی جاسکتی ہے۔

سلطان المجاہد \_\_\_\_\_ طاہری

22 اگست \_\_\_\_\_ 1986ء

15 ذوالحجہ \_\_\_\_\_ 1406ھ

بروز \_\_\_\_\_ حجۃ المبارک

(نوٹ)

\_\_\_\_\_ تیسرے منصوبہ کا تعلق معیشت دانوں سے ،  
 \_\_\_\_\_ چوتھے منصوبہ کا تعلق سیاستدانوں سے اور  
 \_\_\_\_\_ پانچویں منصوبہ کا تعلق علمائے کرام سے ہے

میرے آقائے نعمت  
پر لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام - شمعِ بزمِ ہدایت پر لاکھوں سلام  
بے سہیم و قسیم و عدیل و مشیل  
جو ہر فردِ عزت پر لاکھوں سلام

مجر سے پکس کی دولت پر لاکھوں سلام  
مجر سے بے بس کی ثروت پر لاکھوں سلام

بھائیوں کیلئے ترکِ پستیاں کریں  
دو دھ پتیوں کی نصفت پر لاکھوں سلام

مجر سے خدمت کے قدسی کہیں ناں - رضاً مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں سلام  
صلی اللہ علیہ وسلم

از: علامہ حضرت مجددِ امام

# زلزلہ " اور " زیرِ زلزلہ " کے بعد



پیارے طلباء اور نوجوان ساتھیو!

قرآن مجید کا ترجمہ کرنے میں علما نے دیوبند و دہلیہ نے بنیادی غلطیاں کر کے امت مسلمہ کے اندر جو انتشار پیدا کر دیا ہے۔ وہ کتب " ایک قرآن ایک ترجمہ " کے مطالعہ کے بعد بالکل واضح صورت میں ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ دراصل یہ لوگ ایک عام عالم دین تو تھے۔ لیکن تحقیق و فکر اس مقام پر فائز نہ تھے۔ جہاں تائیدِ خداوندی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی توجہ حاصل ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف قرآن مجید کے ترجمہ و مفہوم بیان کرنے میں بنیادی غلطیاں کر کے مسلمانوں کو گمراہی میں بانٹ دیا۔ بلکہ ان کا ذہن اور مذہب تضاد کا شکار ہو کر رہ گیا۔

اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ کیا علما نے دیوبند و دہلیہ کا خود ساختہ مذہب و نظریہ واقعی تضادات کا مجموعہ ہے؟ سوچنے کی کیا ضرورت ہے۔ آج ہی علامہ ارشد القادری کی کتاب " زلزلہ " اور پھر انکی دوسری کتاب " زیرِ زلزلہ " کا مطالعہ کریں۔

جو نوجوان طالب علم ابھی تک اس تک میں مبتلا ہو کہ علمائے دیوبند و دہلیہ کا مذہب مستفاد نظریوں کا پلندہ نہیں ہے۔ تو اُسے چاہئے کہ وہ ارشد القادری کی کتاب ”زلزلہ“ کا مطالعہ کرے اگر اس آسان نسخہ پر عمل کر کے بھی کوئی بھائی اپنا شک دور کرنے کی زحمت نہیں کرتا ہے تو پھر اپنے آپ پر ظلم، کا وہ خود ممد دار ہے۔

”زلزلہ“ یہ وہی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد دیوبندیوں کے مقبول رسالے ”ماہنامہ تجلی دیوبند“ کے سابق ایڈیٹر مولانا عامر عثمانی نے دیوبند مذہب کے اُن واقعات کو دیوبند پر مارنے کی رائے دی ہے۔ یہ اپنے بزرگوں کی تنظیم و شیخ کو نئے نئے بیانیے سے ہے۔ اور جو اپنے اندر وہی دیومالائی رنگ رکھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بریلوی مسلک کو ناقص اور گمراہ قرار دیا گیا تھا۔ مولانا عامر عثمانی نے تحریر کیا تھا۔

”حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے بزرگ جب فتوے کی زبان میں بات کرتے ہیں۔ تو ان احوال و عقائد کو بر ملا شرک، کفر بدعت و گمراہی قرار دیتے ہیں۔ جن کا تعلق۔“

— غیب کے علم اور — روحانی تصرف اور —

— تصویرِ شیخ اور — استمدادِ بالارواح —

جیسے امور سے ہے۔ لیکن جب طریقت و تصوف کی زبان میں کلام کرتے ہیں تو یہی

چیزیں — عین امر واقعہ — عین کمال ولایت اور —

عین علامتِ بزرگی — بن جاتے ہیں —

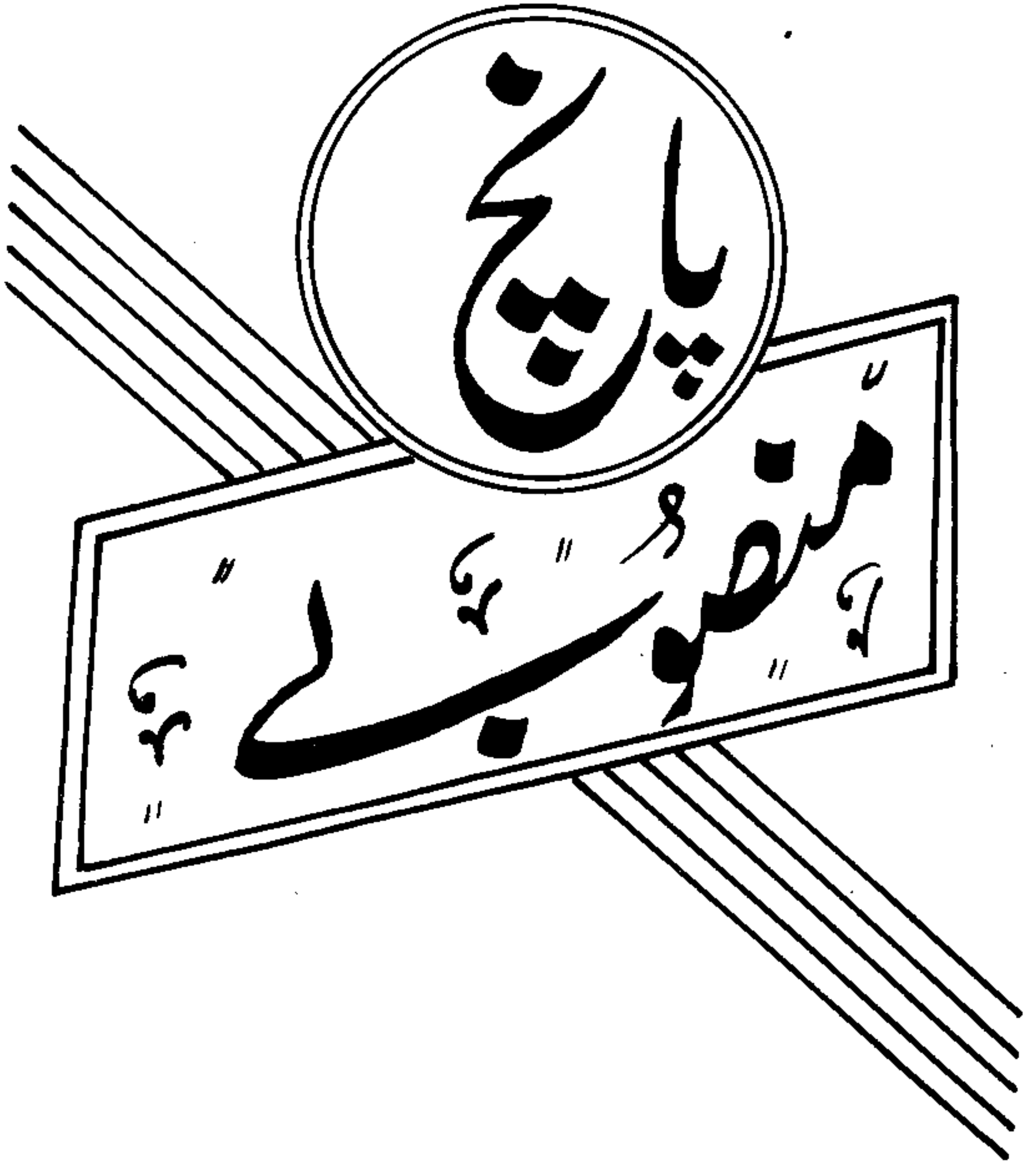
ماہنامہ تجلی دیوبند۔ دسمبر نومبر 1976ء

## کالجوں اور یونیورسٹی کے طلباء

علامہ ارشد القادری کی کتاب "زلزلہ" کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ مخالفین نے اس کے جواب میں چھ سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں۔ اس کے باوجود وہ "زلزلہ" کا جواب ابھی تک نہیں دے سکے ہیں۔ "زلزلہ" "زیر وزبر" اور تبلیغی جماعت "ان تینوں کتابوں کے اثرات زائل کرنے کیلئے ایک خاص لابی کالجوں اور یونیورسٹی کے طلباء میں علم غیب — الہام — کشف — اور وحی کے موضوعات کی خود ساختہ تشریح کو محقر اور آسان الفاظ میں بیان پر کام کر رہی ہے۔ اب طلباء اور نوجوانوں کے پاس اتنا وقت تو ہے۔ نہیں کہ وہ مزید تحقیق کریں۔ اور ان موضوعات پر بڑی مفصل اور مدلل کتابوں کا مطالعہ کریں۔ ان مسائل پر اعلیٰ حضرت مجددِ امام احمد رضا نے تحقیق کی انتہا کر کے مخالفین کو ہمیشہ جلیتہ کیلئے خاموش کر دیا ہے۔ لیکن شرادِ شیطان کا طریق واردات ہوتا ہے۔ کہ وہ دیک کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور جب بھی وقت ملتا ہے۔ داؤ لگاتا ہے۔ حق پرست گروہ کے ذمہ دار افراد کا فرض ہے۔ کہ وہ ہر شعبہ ہائے زندگی پر گہری نظر رکھیں۔ جہاں شیطانی حملے ٹٹنٹے ہر دوپ میں نظر آئیں وہیں پر اہل علم اسی انداز سے اس کا دفاع کریں۔

## لہذا

علامہ ارشد القادری ایسے قلم کار کی پھر ضرورت ہے۔ کہ وہ ایک ایسی کتاب تحریر کرے کہ جو مذکورہ بالا موضوعات پر مختصر ترین پرکشش کتاب ہو۔ جو آرٹ پیپر پر جدید انداز میں طبع ہو۔ تاکہ کالج اور یونیورسٹی کے طلباء کو ہر سطح پر متوجہ کر سکے۔ کتاب میں سب سے پہلے صحیح عقائد ہوں۔ پھر غلط عقائد کیسا تھمواؤں ہو۔ اسکے بعد قرآن و سنت کی روشنی میں عام فہم دلائل ہوں۔ اور باطل تصورات کا رد ہو۔





## پانچ منصوبے

نہ علم ہے۔ نہ عمل ہے۔ نہ وسائل ہیں۔ بس ایک جذبہ ہے جس کے تحت میں نے اپنی ذات کے سامنے پانچ منصوبے رکھے ہوئے ہیں۔ جن پر اپنی استطاعت و بہمت کے مطابق کام کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔

### پہلا منصوبہ

پہلے منصوبہ کا تعلق میری ذات سے ہے جس کے تحت میں تصنیف و تالیف کے کام میں مصروف ہوں۔ اس منصوبہ کے تحت حسب ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

- 1 - ایک قرآن ایک ترجمہ جلد اول
  - 2 - ایک قرآن ایک ترجمہ جلد دوم
  - 3 - ذمہ دار حکومت یا تاریخ دان
  - 4 - اعلیٰ حضرت اور معیشت مصطفوی
- حسب ذیل تالیفات زیر کتابت ہیں۔
- 1 - ارباب سیاست توجہ کریں۔
  - 2 - علمائے کرام کی خدمت میں۔
  - 3 - موازنہ قرآن منہی۔
- یہ کتابیں زیر تالیف ہیں۔

- 1 - سپریم مین۔
- 2 - سپریم چودھویں صدی۔
- 3 - سپریم بندہ ہویں صدی۔
- 4 - بدعتوں کا اصل مخالف۔

- 5 - تین گروہ اور بدعتیں -
- 6 - چوتھا گروہ کفار -
- 7 - مجید نام اور دو قومی نظریہ -
- 8 - سیاسی انتشار اور فرقہ پرستی کے خاکسار کا واحد کارکن -
- 9 - موازہ حدیث نبوی -

## دوسرا منصوبہ

دوسرے منصوبے کا تعلق ”مورخینِ حق“ سے ہے۔ پاکستان میں برصغیر پاک و ہند، کی تاریخ کی جو کتابیں ماہی میں سکولوں اور کالجوں کے تعلیمی نصاب میں شامل رہی ہیں۔ ان میں حقائق کے خلاف واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ اور ایک گہری سازش کے تحت قوم کے نوجوانان و نوجوانان اور طلباء کو غلط اور غیر مستند تاریخ پڑھائی جاتی رہی ہے۔ لہذا دوسرے منصوبے کے تحت ہم سب مسلمانوں کا فرض بنتا ہے۔ کہ ہم پاک و ہند کے ”مورخینِ حق“ کو تاریخ کی سچی اور مستند کتابیں لکھنے کی طرف متوجہ کریں۔ اس سلسلہ میں میں نے مختلف تاریخ دانوں سے خط و کتابت کی ہے۔ اور مورخین اور خصوصاً حکومت کو متوجہ کرنے کیلئے ایک مختصر رسالہ ”ذمہ دار حکومت یا تاریخ دان“ تحریر کر کے شائع کیا ہے۔

## تیسرا منصوبہ

تیسرے منصوبے کا تعلق ہمیشہ دانوں سے ہے۔ پاکستان کے موجودہ ظالمانہ اور منافقانہ استحصالی معاشی نظام کے مقابلہ میں ہمارے ہمیشہ دانوں کو چاہئے کہ وہ اسلامی معاشی نظام ”معیشتِ مصطفوی“ پر کام

کرنا۔ معیشت دانوں کو اس طرف متوجہ کرنے کیلئے ان سے خط و کتابت کا پروگرام ہے۔ اور ایک مختصر رسالہ ”علیٰ حضرت اور معیشت مصطفوی“ شائع کیا ہے۔ مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ بھی اپنا حصہ لگا کر اس طرح سے معاشی ماہرین کی اس طرف توجہ مبذول کریں۔

## چوتھا منسوب

چوتھے منسوبے کا تعلق سیاست دانوں سے ہے۔ بے مقصد سیاست کاری کی حوصلہ شکنی اور بامقصد سیاست کے استحکام کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ سیاست دانوں کی توجہ کیلئے ایک رسالہ ”سیاست دان توجہ کریں“، زیر کتابت ہے۔ سیاست دانوں سے خط و کتابت بھی جاری ہے۔

## پانچواں منسوب

پانچویں منسوبے کا تعلق ہمارے قابل احترام ”علماءِ حق“ سے ہے۔ ان سے خط و کتابت جاری ہے۔ اور انہیں متوجہ کرنے کیلئے ایک رسالہ ”علمائے کرام کی خدمت میں“، زیر کتابت ہے۔

پیارے مسلمان ساتھیو! یہ پانچ منسوبے بہت اہم ہیں۔ ان کے کامیابی سے کتابت سے ذکر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہر مسلمان بھائی اپنے چوبیس گھنٹوں میں سے ایک دو گھنٹہ نکال کر ان منسوبوں پر اپنے طور پر کچھ نہ کچھ کام کرے۔ تو اللہ اس سے ایک تو ہمارے تاریخداں، معیشت دان، سیاست کار اور علماء کرام اپنے ذالفی منفی کا بھرپور احساں کرے۔ عوام کی ویسی کو دیکھ کر تحقیق کے یہ سارا کچھ عوامی طور پر ہے۔ ان ”حق تحقیق“ اور حوصلہ مہینوں میں سوجائے گا۔

# تصانیف :- ارادہ سلطان مجاہد طاہری

1- ایک قرآن ایک ترجمہ جلد اول ————— تعاقب تراجم تسمیہ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ تا مشہور آیات -

2- ایک قرآن ایک ترجمہ جلد دوم ————— سورہ توبہ تا الناس مشہور آیات مع

3- ایک قرآن ایک ترجمہ مکمل —————  
478 صفحات

4- ذمہ دار حکومت یا تاریخدان ————— حکومت اور مورخین متوجہ ہوں -

5- اعلیٰ حضرت اور معیشتِ مصطفویٰ ————— معیشت دان اور علماء متوجہ ہوں -

## تصانیف (ذریعہ کتابت)

6- ارباب سیاست توجہ کریں ————— سیاست دان متوجہ ہوں

7- علمائے کرام کی خدمت میں ————— علمائے کرام توجہ فرمائیں

## تصانیف (ذریعہ تالیف)

8- سپر مین 9- سپر مین چودہویں صدی

10- سپر مین پندرہویں صدی 11- بدعتوں کا اصل مخالف

12- تین گروہ اور بدعتیں 13- چوتھا گروہ کفار

14- مجددانہم اور دو قومی نظریہ 15- سیاسی انتشار اور فرقہ پرستی کا واحد فارمولہ

16- موازنہ حدیثِ فہمی 17- موازنہ قرآنِ فہمی

ناشر: دفتر لائبریری فکر و فن و طاہر ارادہ ہاؤس چوک رحمانیہ ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد (پاکستان)

## تصانیف :- ارادہ سلطان مجاہد ظاہری

1. ایک قرآن ایک ترجمہ جلد اول ————— تعاقب تراجم تسمیہ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ تا مشہور آیات

2. ایک قرآن ایک ترجمہ جلد دوم ————— سورہ توبہ تا اناس مشہور آیات

3. ایک قرآن ایک ترجمہ مکمل ————— جلد اول و دوم  
478 صفحات

4. دار حکومت یا تاریخین ————— حکومت اور مورخین متوجہ ہوں۔

5. اظہار حضرت اور معیشت مصنفوی ————— معیشت دان اور علماء متوجہ ہوں۔

### تصانیف (ذریعہ کتابت)

6. ارباب سیاست توجہ کریں ————— سیاست دان متوجہ ہوں

7. علمائے کرام کی خدمت میں ————— علمائے کرام توجہ فرمائیں

### تصانیف (ذریعہ تالیف)

8 - پیر میں

9 - پیر میں چودہویں صدی

10 - پیر میں چودہویں صدی

11 - بہ عتوں کا اصل مخالف

12 - پیر میں چودہویں صدی

13 - پیر میں چودہویں صدی

14 - پیر میں چودہویں صدی

15 - سیاسی انتشار اور فرقہ پرستی کا دلچسپ مطالعہ

16 - موازنہ قرآن مجسمی

دفعہ لاہوری فکر و رسا و طاہر ارادہ ماڈس چوک رحمانیہ ٹیکسٹائل مارٹ مینسل آرگنائزیشن پاکستان